نمبر ۱۲۶ | ۷ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کے متعلق جنہیں بغرض علاج گوجرانوالہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن کے پاس پہونچایا گیا تھا۔ ۱۸۔جنوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت میر صاحب کی طرف سے ایک تشویشناک تار موصول ہوا جس پر حضور ایک بجے معہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بذریعہ موٹر روانہ ہو گئے۔ اسی دن سوا چار بجے حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب مقامی امیر کو لاہور سے بذریعہ تار مطلع فرمایا۔ کہ امۃ الرشید کو لاہور لایا گیا ہے۔ اور پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ یہ تار ۱۹۔اپریل کی صبح کو پہنچا۔ احباب صحت کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

۱۸۔اپریل ۲ بجے کی ٹرین سے جناب خان صاحب منشی برکت علی صاحب شملوی اور جناب شیخ عبد الرحیم صاحب حج بیت اللہ سے واپس آئے سٹیشن پر مقامی جماعت احمدیہ کی کثیر تعداد نے استقبال کیا۔ ہم ہر دو اصحاب کو بیت اللہ کے فیوض سے متمتع ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بلاؤں اور وباؤں کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی غرض

(فرمودہ ۲۱۔اپریل ۱۹۰۴ء)

فرمایا "جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے لوگ دور جا پڑتے ہیں۔ اور اس سے لاپروا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں پھر اس قسم کی وبائیں بطور عذاب نازل ہوتی ہیں۔ ان بلاؤں اور وباؤں کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور عظمت ظاہر ہو۔ اور فسق و فجور سے لوگ نفرت کر کے نیکی اور راست بازی کی طرف توجہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے مامور کی طرف جو اس وقت دنیا میں موجود ہوتا ہے توجہ کریں۔ اس زمانہ میں بھی فسق و فجور کے سیلاب کا بند ٹوٹ گیا ہے۔ راست بازی تقوےٰ عفت اور خدا ترسی اور خدا شناسی بالکل اٹھ گئی تھی۔ دین کی باتوں پر ہنسی کی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جو اس نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی زبان پر کیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے وقت دنیا میں مری پھیلے گی اس طاعون کو اصلاح خلق کے لئے مسلط کیا ہے۔ طاعون کو برا کہنا بھی گناہ ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا ایک مامور ہے۔ جیسا کہ میں نے ہاتھی والی رویا میں دیکھا تھا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود اس کے کہ بعض دیہات بالکل برباد ہو گئے ہیں۔ اور ہر جگہ یہ آفت برپا ہے۔ تو بھی ان شوخیوں۔ شرارتوں۔ اور بیباکیوں میں فرق نہیں آیا۔ جو اس سے پہلے بھی تھیں۔ مکر۔ فریب۔ ریاکاری بدستور پھیلی ہوئی ہے۔" (الحکم ۱۷۔مئی ۱۹۰۴ء)

اپنے بھائی کی امداد کرنیکی قابلِ قدر مثال

ان احمدیوں کی تربیت اور اصلاح کے لئے جن میں کسی قسم کی کمزوری پائی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سالکین کی جو تحریک فرمائی۔ اور اس کے متعلق چند ایک خطبات جمعہ میں ہدایات بیان کیں۔ ان کے ماتحت کام کرنے والوں میں سے ایک صاحب کی رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے۔ تا معلوم ہو سکے۔ کہ یہ تحریک کس قدر مفید اور کتنی ضروری ہے:۔

حافظ عبد السلام صاحب دہلی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

حضور کا ارشاد ہے۔ کہ جماعت کے لوگوں سے معاملات کی صفائی کی پابندی کرائی جائے۔ جماعت شملہ کے دوست خدا کے فضل سے اس معاملہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتے ہیں۔ اور سوائے ایک دوست کے باقی سب کے سب ایسے ہیں۔ جنہوں نے کوئی قرضہ نہیں دینا۔ یا اگر ہے۔ تو وہ بدمعاملگی کی حد تک نہیں پہونچنے دالا ہیں۔ مذکورہ ایک دوست عرصہ سے قرضوں کے بار کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ اور بعض اوقات ان کی عدم ادائیگی کی رپورٹیں بھی پہونچتی رہتی تھیں۔ خاکسار نے ان کے قرضوں کی ایک فہرست تیار کرائی۔ اور قرضوں کی ادائیگی کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں اختیار کی گئیں۔

(۱) دفتر سے پراونڈنٹ فنڈ میں سے جو ان کا اپنا ہے۔ قرضہ لینے کے متعلق ان کے افسران سے کہلوایا گیا۔ یہ صورت کامیاب ہو گئی۔ اور انہیں قرضہ مل گیا۔ اس طرح ایک حصہ قرض کا صاف ہو گیا:۔

(۲) خاکسار نے اپنے پاس سے کچھ قرضہ دیا۔ تاکہ وہ جلد مانگنے والوں کو دے دیں:۔

(۳) جو قرضخواہ تنگ کر رہے تھے۔ اور ان کا قرضہ ادا کرنے میں دقت تھی۔ ان سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ تھوڑی مہلت دیں اور وہ مان گئے:۔

(۴) ان صاحب سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ مزید قرضہ خاکسار کے مشورہ کے بغیر نہ لیں۔ اور بازار سے ہر چیز نقد خریدیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ تا حال اس پر کاربند ہیں:۔

(۵) تنخواہ سے ایک معین رقم باقساط قرضخواہوں کو دیتے رہیں۔ چنانچہ وہ اب تک دے رہے ہیں:۔

حضور دُعا فرمائیں۔ کہ خاکسار اس بات کا اہل ہو سکے۔ کہ حضور کی ہدایات پر خود عمل کرے:۔

مسجد کے متعلق مقدمہ

جماعت احمدیہ لیگوس کے حق میں فیصلہ

لیگوس (افریقہ) میں عرصہ سے ایک مسجد کے متعلق جماعت احمدیہ اور مخالفین میں مقدمہ دائر تھا۔ وہاں کی جماعت کے سکرٹری بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔ اور اسے جماعت کے لئے ترقی کا موجب بنائے:۔

الفضل کے بچھڑے ہوئے دوست

کئی دوست ہیں۔ جو پہلے "الفضل" کے خریدار تھے۔ اور اب دو ران سال میں کسی نہ کسی وجہ سے یہ سلسلہ قائم نہیں رکھ سکے۔ ان کی خدمت میں "الفضل" نمونۃً بھیجا جا رہا ہے۔ وہ مہربانی فرما کر اپنے نام اخبار جاری کرا لیں۔ ہم ہر ممکن سے ممکن رعایت ان کے لئے کرنے کو تیار ہیں۔ چونکہ چندہ پیشگی آنا چاہیئے۔ اس لئے وہ سہ ماہی یا ماہوار بذریعہ ٹکٹوں کے بھی قیمت ادا کر سکتے ہیں۔ وی۔ پی پر ۵/ زائد خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے رقوم خود ہی درخواست خریداری کے ساتھ بھیجدیں۔ یا کسی مقررہ تاریخ پر ادا کرنے کا پختہ وعدہ فرمائیں۔ معتمدین جماعت ہائے احمدیہ الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش فرما کر عند اللہ ماجور و عند نا مشکور ہوں۔ جو سلسلہ احمدیہ میں ابھی داخل نہیں۔ اور تحقیق حق کے لئے اخبار منگانا چاہیں ان سے دو روپے کم یعنی آٹھ روپے لئے جائیں گے اور ہوسٹل میں رہنے والے کا لجیٹ نصف قیمت پر جاری کرا سکتے ہیں:۔ (مینیجر الفضل۔ قادیان)

"پیغام صلح" جواب دے

"پیغام صلح" نے اپنے ۷ اپریل ۳۴ء کے پرچہ میں "الفضل سے ایک درخواست" اور پھر ۱۱ اپریل کے پرچہ میں بعنوان "الفضل کا دعوے بے دلیل" ۱۹ دسمبر ۳۳ء کے "الفضل" سے چند سطور نقل کی ہیں۔

ہم اپنے دعوے کو جو مندرجہ سطور میں کیا گیا ہے حرف بحرف درست ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ البتہ صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے یہ ثابت کر دینے پر کہ

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ اول اس وحی کا ذکر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق تھی"

کیا "پیغام صلح" اعلان کر دیگا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ معانی کے صریح خلاف جو جی چاہا لکھدیا۔ اور یہ ایسی حرکت ہے جو کسی احمدی کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی۔

"پیغام صلح" کو ۱۷ اپریل کے "الفضل" میں بھی اس طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ لیکن تا حال اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیا تو یہ شورا شوری کے پیچھے یہ بے ... [illegible]

بارہ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت

ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی جو تحریک کی جا رہی ہے۔ اور جس میں اس وقت تک کئی اصحاب نے معقول رقوم دی ہیں۔ اس کے متعلق احباب سے گزارش ہے۔ جن اخراجات کے پیش نظر یہ تحریک کی گئی ہے۔ ان کے لئے ۱۲ ہزار روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ یہ رقم زیادہ سے زیادہ ۲۵ اپریل تک پہونچ جانی چاہیئے۔ پس وہ احباب جو اپنی سابقہ رقوم میں اضافہ فرما سکتے ہوں۔ یا جنہوں نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ان سے گزارش ہے۔ کہ اپنی ضروریات کو تھوڑے عرصہ کے لئے ملتوی کر کے بھی روپیہ ارسال فرمائیں۔ مثلاً جو اصحاب قادیان میں مکان بنانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ فی الحال اپنے ارادہ کو ملتوی کر کے کافی رقم قرضہ کی تحریک میں دے سکتے ہیں۔ بہر حال ۲۵ اپریل تک ۱۲ ہزار روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ احباب کوشش فرمائیں۔ کہ یہ رقم پوری ہو جائے:۔

خاکسار فرزند علی۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

گوجرانوالہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تشریف آوری

گوجرانوالہ ۱۶ اپریل یہ اطلاع ملنے پر کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر گوجرانوالہ تشریف لا رہے ہیں۔ تمام جماعت احمدیہ دن بھر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی کوٹھی پر منتظر رہی۔ پونے پانچ بجے شام حضور تشریف لائے۔ اور سب کو شرف مصافحہ بخشا۔ مغرب تک سب احباب حضور سے ملاقات کرتے رہے۔ حضور نے حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابیوں اور ضلع گوجرانوالہ کے حالات اور اس میں احمدی آبادی کے متعلق دریافت فرمائے ۱۷ اپریل ۸½ بجے صبح جماعت احمدیہ گوجرانوالہ نے حضور کو دعوت چائے دی۔ قرب وجوار کے دیہات سے نیز گجرات سے بھی احمدی احباب و مستورات اطلاع ملنے پر تشریف لائے۔ بعض غیر احمدی و غیر مبائعین بھی تشریف لائے۔ سوا ہر گوجرانوالہ کے ایک طالب علم نے اجرام فلکی اور علم ہیئت کے متعلق بعض مسائل دریافت کئے۔ ۹½ بجے صبح حضور بذریعہ موٹر واپس تشریف لے گئے۔ (نامہ نگار)

55

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ - محرم ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

ہندو سبھا کا ایک فتنہ انگیز پروپیگنڈا

خواتین پر مجرمانہ حملوں کے انسداد کی بہترین صورت

فتنہ پسند طبقہ کی معیوب کوشش

ہندو صاحبان جب سوچ و فکر سے کام لیتے ہیں۔ تو انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کا فائدہ اور ہندوستان کی ترقی کا راز ہندو مسلم اتحاد میں ہی ہے۔ اور یہ اتحاد اسی طرح قائم ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دوسرے پر اعتماد کیا جائے۔ اور ایسی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ جو آپس میں نفرت اور حقارت پیدا کرنے والی اور بغض و کینہ بڑھانے والی ہوں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تنگ دل اور فتنہ پسند طبقہ کی طرف سے ہر وقت یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ دنیا جہان کے تمام جرائم مسلمانوں کی طرف منسوب کر کے ہندوؤں کو ان سے متنفر کرتے رہیں۔ تاکہ وہ ان کی طرف دوستی اور محبت کا ہاتھ بڑھانے کی بجائے نہ صرف ان سے دور دور رہیں بلکہ ان کو نقصان پہونچانے اور انہیں بدنام کرنے میں اپنی ساری طاقت صرف کر دیں۔

مسلمانوں پر سنگین الزام

اس غرض کو مدنظر رکھ کر مسلمانوں پر جو بے بنیاد اور جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں۔ اور جن کی خاص اہتمام کے ساتھ تشہیر کی جاتی ہے۔ ان میں سے ایک بہت بڑا اور نہایت سنگین الزام یہ ہے کہ مسلمان ہندو عورتوں کا زبردستی اغوا کرتے رہتے ہیں۔ اور ہندو خاندان مسلمانوں کی اس قسم کی چیرہ دستیوں سے سخت خطرہ میں ہیں کیونکہ ان کی عزت و آبرو قطعاً غیر محفوظ ہے۔

مسلمانانِ بنگال اور ہندو سبھا

اگرچہ اس الزام کو ہر صوبہ اور ہر علاقہ کے مسلمانوں کے سر بحیثیت مجموعی تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن صوبہ بنگال کے متعلق اس پر بے حد زور دیا جاتا ہے۔ اور بنگال ہندو سبھا کی طرف سے آئے دن یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ کہ بنگال میں ہندو عورتوں کے اغوا کی وارداتوں کے تمام تر ذمہ وار مسلمان ہیں۔ چنانچہ ہندو مہاسبھا کی طرف سے حال میں جو رپورٹ شائع ہوئی۔ اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ ہندو عورتوں میں اغوا کی وبا کثرت سے پھیلنے کا باعث مسلمان ہیں۔ جنہیں بنگال میں ہندوؤں کے مقابلہ میں تھوڑی سی اکثریت حاصل ہے۔

اعداد و شمار سے ہندو سبھا کے الزام کی تردید

ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کا پروپیگنڈا ملک کے امن و امان کو برباد کرنے کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ اور مہاسبھائی ہندوؤں کی مہربانی سے یہ خطرہ یہاں تک بڑھ گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ بنگال کو اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی پڑی ہے۔ چنانچہ صوبہ بنگال کے نظم و نسق ۳۳-۱۹۳۲ء کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں پوری تحقیق کے ساتھ گزشتہ چار سال کے متعلق اس قسم کے شمار و اعداد مہیا کئے گئے ہیں۔ جن سے عورتوں پر حملوں کے جرائم اور سزا یافتگان کی تعداد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ شمار و اعداد پیش کرتے ہوئے رپورٹ میں اس بات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ہندو اخبارات میں ہندو عورتوں پر مسلمان مردوں کے حملوں کی جو اطلاعات شائع ہوتی رہتی ہیں اور جن کی بنا پر یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ کہ اس بارے میں بنگال کا ریکارڈ سب سے زیادہ خراب ہے۔ وہ مبالغہ آمیز ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ ہندو سبھا بنگال کی کمیٹی تحفظ خواتین کی طرف سے جو گشتی چٹھی شائع ہوئی تھی۔ اور جس میں لکھا تھا۔ کہ صوبہ بنگال میں ہندو عورتوں پر حملوں کی وارداتیں اس درجہ بڑھ گئی ہیں۔ کہ انہوں نے صوبہ میں خوف و ہراس پیدا کر دیا ہے۔ محض اشتعال انگیز پراپیگنڈا تھا کیونکہ سرکاری رپورٹ کے اعداد و شمار سے چٹھی مذکور کے بیانات کی تائید نہیں ہوتی۔

رپورٹ مظہر ہے۔ کہ تعزیرات ہند کی مختلف دفعات کے ماتحت اس قسم کے واقعات کی پولیس میں جو رپورٹیں ہوئیں۔ گزشتہ چار سال میں ان کی تفصیل اس طرح پر ہے:-

سنہ ۳۰-۱۹۲۹ء میں ۸۷۷ وارداتیں

سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء میں ۶۹۷ 〃

سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء میں ۷۲۹ 〃

سنہ ۳۳-۱۹۳۲ء میں ۷۷۲ 〃

ان سالوں میں وارداتوں کی کل تعداد جن کی مجسٹریٹوں کے ہاں اور پولیس میں رپورٹ کی گئی۔ علے الترتیب ۱۰۲۹-۸۶۴-۶۹۰- اور ۸۲۱- تھی۔ گرفتار شدہ اشخاص کی تعداد سالہائے مذکور میں علے الترتیب ۲۰۰۶-۱۳۸۹-۱۵۵۲- اور ۱۶۵۷ تھی سزا یافتہ اشخاص کی تعداد ۴۰۹-۴۰۲-۳۵۴- اور ۴۹۹- تھی۔

رپورٹ میں ہندو مسلمانوں میں اس قسم کی وارداتوں کے علیحدہ علیحدہ اعداد بھی دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲۶ء سے لے کر سنہ ۱۹۳۱ء تک کے ۶ سال کے عرصہ میں ہندو عورتوں پر جو حملے ہوئے ان کی تعداد علے الترتیب ۳۲۴-۳۵۲-۳۰۴-۳۶۷-۳۶۳- اور ۳۸۳- تھی۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان خواتین جن پر حملے ہوئے۔ ان کی تعداد ۴۵۴-۵۷۹-۶۵۷-۵۳۸ اور ۵۸۲- تھی۔

ان شمار و اعداد سے ظاہر ہے۔ کہ اس عرصہ میں نہ صرف ہندو عورتوں پر ناجائز حملوں کی تعداد میں کوئی نمایاں اضافہ نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں مسلمان عورتوں پر بھی حملے ہوئے۔ اور ایسے حملوں میں خاصہ اضافہ ہوا۔

عورتوں پر حملے کرنے والے ہندو مجرموں میں اضافہ

اسی سلسلہ میں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ ہندو عورتوں پر مسلمان مردوں کے حملوں کی تعداد مذکورہ بالا ۶ سال میں علے الترتیب ۱۱۴-۱۲۲-۱۰۵-۱۱۴-۱۰۹- اور ۱۲۵ ہے۔ اور ہندو مردوں نے ہندو عورتوں پر اغوا وغیرہ کے اغراض سے جو حملے کئے۔ ان کی تعداد بالترتیب ۲۰۵-۲۰۱-۱۹۸-۱۲۳-۲۳۴- اور ۱۹۴- تھی گویا ہندو عورتوں کے اغوا میں بہت زیادہ اضافہ کرنے والے خود ہندو ہیں۔ نہ کہ مسلمان۔ اور مسلمان خواتین بھی اس قسم کے شرمناک حملوں سے محفوظ نہیں۔ بلکہ ان سے متعلق اس قسم کی وارداتوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کی وجہ ہندو سبھا کا وہ اشتعال انگیز پراپیگنڈا ہے۔ جو اس کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ اور اگر رپورٹ مذکور میں مسلمان عورتوں پر حملے کرنے والوں کی فرقہ وارانہ تقسیم بھی کر دی جاتی۔ تو صراحت معلوم ہو جاتا۔ کہ اس نوع کے جرائم میں ہندو روز بروز بڑھ رہے۔ اور مسلمانوں کی غربت اور ناداری کی وجہ سے ان کی عزت و آبرو برباد کرنے میں زیادہ دلیر ہوتے جا رہے ہیں۔

نقصان رساں طریق عمل

اگر ہندوؤں کے غلط پراپیگنڈا کے مقابلہ میں مسلمان حکومت کے شائع کردہ شمار و اعداد کی بناء پر بجائے اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کرنے کے ہندوؤں کے خلاف شور مچانا شروع کردیں۔ جس سے عوام میں اشتعال پیدا ہونا لازمی ہے۔ تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ جہاں عورتوں پر شرمناک حملوں کی وارداتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ وہاں ہر طرف فتنہ و فساد۔ اور لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہو جائیگا۔ یہ صورت حالات ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے لئے جس قدر مضر اور نقصان رساں ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ وہ لوگ بھی جو یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ "ہندوستان کی نجات ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد ہی سے ہو سکتی ہے" (پرتاپ ۱۲ مارچ) وہ بھی مہا سبھائی ہندوؤں سے یہ کہنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ کہ وہ غلط الزامات لگا کر اور عوام میں اشتعال پیدا کرکے ہندو مسلم اتحاد کو ناممکن بنانے کی کوشش نہ کریں۔ اور ایسی راہ اختیار کریں جس سے ایک طرف تو اس خرابی کا انسداد ہو سکے۔ جو عورتوں پر ناجائز حملوں کی شکل میں ہندو مسلمانوں میں یکساں طور پر پھیل رہی ہے۔ اور دوسری طرف باہمی تعلقات خراب ہونے کی بجائے زیادہ مضبوط۔ اور عمدہ صورت اختیار کریں۔

مجرمانہ حملوں کے انسداد کی صورت

کوئی شریف انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ قطعاً یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ خواتین کی عزت و آبرو خطرہ میں پڑے۔ اور ان پر ناجائز حملے کئے جائیں۔ لیکن اس قسم کے حملوں کے انسداد کی یہ صورت نہیں ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں پر بحیثیت قوم الزام لگا کر ہندوؤں کو ان کے خلاف اشتعال دلائیں۔ اور مسلمان تمام کے تمام ہندوؤں کو ان اوباش اور آوارہ مزاج ہندوؤں کے جرائم کے باعث قابل نفرت سمجھیں۔ جن کے نزدیک خواتین کی عزت و عصمت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ہندو ان اخلاق و انسانیت کے درجہ سے گرے ہوئے ہندوؤں کے خلاف آواز اٹھائیں۔ جو اوباشانہ زندگی بسر کرتے اور جن کی وجہ سے خواتین کی عصمت خطرہ میں ہے۔ اور مسلمان ان بد اخلاق مسلمانوں کو قابل نفرت سمجھیں۔ جو کسی عورت کی عزت پر حملہ کرنے کی ناپاک حرکت کریں۔ اس بات سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آوارہ مزاج انسان ہندوؤں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں بھی۔ اور ان کی وجہ سے ہندو شرفاء بھی سخت نالاں ہیں۔ اور مسلمان شرفاء بھی کیونکہ وہ اپنے بہیمانہ جذبات کی سیری کے لئے ہندو مسلمانوں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے۔ ایک ہندو بدمعاش کی نگاہ میں جس طرح کسی مسلمان عورت کے ننگ و ناموس کی کوئی وقعت نہیں۔ اسی طرح کسی ہندو عورت کی عصمت کی بھی وہ کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ صوبہ بنگال کی سرکاری رپورٹ کے شمار و اعداد سے ثابت ہے۔ کہ ہندو خواتین پر مجرمانہ حملے کرنے والوں میں خود ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہی بات مسلمان کہلانے والے آوارہ مزاجوں کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ ان حالات میں اس خرابی کو دور کرنے کے لئے جس کی وجہ سے ہندو اور مسلمان شرفاء کی عزتیں خطرہ میں ہیں۔ بہترین طریق عمل یہی ہے۔ کہ ایک دوسرے کو مجرم قرار دینے کی بجائے متحدہ طور پر اس کے انسداد کی کوشش کی جائے۔ اور اس قسم کی حرکت کرنے والا خواہ ہندو ہو۔ یا مسلمان۔ اور حملہ خواہ مسلمان عورت پر کیا گیا ہو۔ یا ہندو پر۔ یکساں طور پر معیوب سمجھا جائے اور مجرم کو سزا دلانے میں متفقہ کوشش کی جائے۔

ہندو مسلم شرفاء کا فرض

اگر یہ صورت اختیار کی جائے۔ تو عورتوں کے زبردستی اغوا اور ان کے ننگ و ناموس پر مجرمانہ حملوں میں بہت کچھ کمی واقع ہو سکتی ہے۔ ہندو مسلم شرفاء کا فرض ہے۔ کہ اس طرف توجہ دیں۔ اور ان لوگوں کی کسی رنگ میں بھی حوصلہ افزائی گوارا نہ کریں۔ جو عورتوں پر مجرمانہ حملوں کی خرابی کو فرقہ وارانہ رنگت دے کر اسے اور زیادہ بڑھا رہے۔ اور ہندو مسلمانوں کے تعلقات کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ مجرم خواہ ہندو ہو۔ یا مسلمان۔ اس کے جرم کو اسی کی ذات تک محدود قرار دیں۔ اور متحدہ طور پر اس کو قانونی مواخذہ کے نیچے لائیں۔

کابل میں پادری

کئی دن ہوئے۔ اخبارات میں ایک جرمن کیتھولک اخبار کے حوالہ سے یہ لکھا گیا تھا۔ کہ اب تک افغانستان کے دروازے جو عیسائی پادریوں پر بند تھے۔ وہ کھل گئے ہیں۔ اور اٹلی کے سفارت خانہ میں ایک کیتھولک پادری کے تقرر کو افغانستان نے منظور کر لیا ہے۔ جس کے بعد کابل کے گرجا میں باقاعدہ عبادت ہوتی ہے۔ اور اکثر عیسائی اس میں شریک ہوتے ہیں۔

عام طور پر ہندوستان کے مسلمان اخبارات نے اس پر تعجب اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے مخالفانہ رائے زنی کی ہے۔ اور ہم منتظر تھے۔ کہ افغان قونصل اس بارے میں صحیح اطلاع شائع کریگے۔ مگر اس وقت تک کوئی متعلق اعلان ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ چونکہ معاملہ اہم ہے۔ اور مسلمان اخبارات نے جس رنگ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس سے حکومت کابل کے متعلق اس اخلاص کو صدمہ پہونچ سکتا ہے۔ جو مسلمانوں کو اس کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر یہ درست ہے۔ کہ حکومت کابل نے کسی پادری کو کابل میں رہنے اور گرجا میں عیسائیوں کو عبادت کرانے کی اجازت دے دی ہے۔ تو اس نے سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کی ہے جو آپ نے عیسائیوں کے ایک وفد کو اپنی مسجد بطور گرجا استعمال کرنے کی اجازت دیکر قائم فرمایا تھا۔ اگر مسجد نبوی عیسائیوں کی صلیب پرستی کرنے کی وجہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی۔ اور اس کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ تو کابل میں کسی پادری کے آنے اور گرجا میں عبادت کرنے سے کابل کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اگر موجودہ تاجدار کابل نے اس اسوہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی پادری کو اس بات کی اجازت دی ہے۔ کہ وہ عیسائیوں کو گرجے میں عبادت کرا دیا کرے۔ تو نہایت ہی روشن دماغی کا ثبوت پیش کیا ہے۔

اپنے بچاؤ کا رستہ نکال لینے میں ماہر

گاندھی جی نے گزشتہ ماہ اگست میں ایک سال کے لئے سول نافرمانی سے اپنی علیحدگی کا اعلان کیا تھا۔ چونکہ یہ میعاد ختم ہونے والی ہے۔ اس لئے گاندھی جی کے خاص خیر خواہوں کو یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ کہ وہ پھر جیل میں نہ چلے جائیں۔ اور اپنے اعلان کے مطابق ایسی فاقہ کشی اختیار کرلیں۔ جسے موت کا فرشتہ ہی ختم کرے۔ اس وجہ سے وہ کوئی ایسی راہ تلاش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس سے گاندھی جی کی جان بچائی جا سکے۔ لیکن وہ تو خواہ مخواہ فکر میں مبتلا ہیں۔ گاندھی جی اپنا پہلو بچانے میں اس قدر مشاق ہیں۔ کہ جن لوگوں نے ان کی چند سالہ سیاسی زندگی کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ وہ اپنے قول و قرار کی پابندی کرتے ہوئے اپنی جان دے سکتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "پرتاپ" (۲۰ - اپریل) اسی امر کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"ہمارا دعویٰ اس ہے۔ کہ جب وقت آئے گا۔ تو مہاتما جی خود بخود ایسا راستہ نکال لیں گے۔ جس سے نہ اُن کو نقصان ہو اور نہ ملک کو"

ملک کا نقصان تو رہا ایک طرف۔ قابل غور بات یہ ہے۔ کہ گاندھی جی کے بھگت بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ جب کسی وعدہ کے ایفا کا وقت قریب آئے۔ تو گاندھی جی اس سے بچنے کا رستہ نکال لینے میں خوب ماہر ہیں۔

پنڈت جواہر لال کو رہا نہ کیا جائے

وہی ہندو جو کل تک پنڈت جواہر لال نہرو کی رہائی کا پرزور مطالبہ کر رہے تھے۔ آج نہ صرف خود دم بخود ہو گئے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی اور یہی مطالبہ کرے۔ تو اسے برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ بعض مسلمان لیڈروں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ جب گاندھی جی کلیۃً سول نافرمانی بند کردی ہے

لائلپور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر

وفات عیسیٰ علیہ السلام اور صداقت مسیح موعودؑ کا ثبوت

گذشتہ سے پیوستہ

اب میں اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ

سلسلہ احمدیہ

دنیا کے سامنے کیا پیش کرتا ہے۔ اور کن دلائل کی بنا پر چاہتا ہے کہ لوگ اس کے بانی کو قبول کر کے خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ اس ضمن میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ

مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعودؑ

کو کیوں مانیں۔ اور جبکہ وہ اسلام کو ہی دنیا کے سامنے پیش کرنے کے مدعی ہیں۔ اور کوئی نئی چیز نہیں لائے۔ بلکہ ان کے نزدیک اسلام ہی

سب خوبیوں کا جامع

ہے۔ تو پھر جو لوگ اسلام کی صداقت کے قائل ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں کس لئے داخل ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ جتنا یہ سوال لوگوں کے دلوں میں مضبوط ہو گا۔ اتنا ہی حق کے پھیلنے میں آسانیاں ہوں گی کیونکہ اس کے رستے میں مشکل یہی ہے۔ کہ لوگ غور نہیں کرتے۔ اس لئے ان کو صداقت نہیں ملتی۔ آج میں اس طرح گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کا حل ہو جائے۔ میرے نزدیک بانیٔ سلسلہ احمدیہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پر شاہد ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پر شاہد ہیں۔ اگر ہم اسلام کا سچے دل سے مطالعہ کریں۔ تو یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ

بناوٹی نہیں تھا۔ اور کہ آپ پر ایمان لانا دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا اقرار کرنا ہے۔ اور آپ کے دعویٰ پر غور کر کے ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی دنیا کے لئے

آخری نجات دہندہ

ہیں۔ مگر ابتدا میں چونکہ بعض سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے پہلے میں ان کو لیتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم جس شخص کے آنے کے منتظر ہیں۔ وہ آسمان سے آنیوالا ہے۔ اور جب مرزا صاحب آسمان سے نہیں اترے۔ تو ہم کس طرح سمجھ لیں۔ کہ آپ ہی وہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہمارے مبلغین نے کل اور آج کی تقریروں میں اس سوال پر بحث کی ہو گی۔ اس لئے مجھے اس کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں

اجمالی طور پر

بعض باتیں میں بیان کرتا ہوں۔ اگر ہم ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ واقعی آسمان سے کسی آنے والے کی انتظار ہمیں نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیض سے ہی پیدا شدہ کوئی شخص کھڑا ہو کر آپ کی

امت کی اصلاح اور تنظیم

کرے۔ اور اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے پہلی چیز یہ ہے۔ کہ ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ صحابہ کرام کس بات کے منتظر تھے۔ جو عقیدہ ان تک پہنچیگا وہی صحیح ہو گا۔ کیونکہ وہ لوگ ہر وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے والے تھے۔ اور انہوں نے جو کچھ اخذ کیا۔ آپ سے کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ایک ایسا واقعہ ہوا۔ جو صاف طور پر ثابت کر رہا ہے۔ کہ صحابہ کرام آسمان سے کسی کے آنے کے منتظر نہ تھے۔ اور اس واقعہ کو اگر کوئی مسلمان ان

جذبات محبت کے ماتحت

پڑھیگا۔ جو ایک مسلمان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونے چاہئیں۔ تو اسے مجھ سے متفق ہونا پڑے گا۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔ تو صحابہ میں یہ خیال پیدا ہؤا۔ کہ ابھی منافق موجود ہیں۔ اس لئے ابھی آپ کی وفات بے موقع ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ آپ کی ذات سے ان لوگوں کو اتنی محبت تھی۔ کہ آپ کی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز انہیں پیاری نہ لگتی تھی۔ اور اپنے

عشق کے نشہ

میں وہ یہ خیال بھی نہ کر سکتے تھے۔ کہ آپ ان سے جدا ہو جائیں گے ان کے

عشق کا ایک واقعہ

مجھے یاد آگیا۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح عورتیں تک آپ سے اخلاص کے نشہ میں مخمور تھیں۔ جنگ احد میں غلط طور پر یہ مشہور ہو گیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ مگر بات صرف یہ تھی۔ کہ آپ سخت زخمی ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ جو لوگ اس وقت آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ ان میں سے بعض شہید ہوئے اور ان کی لاشیں آپ کے اوپر گر گئیں۔ اس سے یہ خبر پھیل گئی۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ لیکن جب صحابہ کرام نے باہر نکالا۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ آپ زندہ ہیں۔ آپ کی

شہادت کی خبر

مدینہ میں بھی پہنچ گئی۔ اس واقعہ کے چند گھنٹے بعد آپ مدینہ واپس آگئے۔ لیکن آپ کی آمد سے قبل عورتیں اور بچے سب روتے اور بلکتے ہوئے شہر سے باہر نکل آئے۔ ایک صحابی گھوڑا دوڑاتے ہوئے سب سے آگے جا رہے تھے۔ وہ جب ان عورتوں کے پاس پہنچے۔ تو ان میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے چونکہ آپ کو اپنی آنکھوں سے زندہ دیکھا تھا۔ اور اس کے دل سے بوجھ ہٹ چکا تھا۔ اس لئے اس نے سوال کا جواب تو نہ دیا۔ بلکہ یہ کہا۔ کہ

تیرا باپ مارا گیا

ہے۔ مگر اس عورت نے کہا۔ کہ میں نے باپ کا تم سے کب پوچھا ہے مجھے تو یہ بتاؤ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے صحابی کا دل چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی خوشی سے بھرا ہؤا تھا۔ اس لئے پھر اس نے اس کے سوال کی طرف توجہ نہ کی۔ اور کہا۔

تیرا بھائی بھی مارا گیا

مگر عورت نے پھر کہا۔ کہ میں نے تجھ سے یہ سوال کب کیا ہے۔ میں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھ رہی ہوں۔ اس نے پھر بھی اس سوال کی اہمیت کو نہ سمجھا۔ اور کہا۔ کہ

تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا

مگر اس عورت نے کہا۔ میں نے تم سے خاوند کے متعلق کب پوچھا ہے تم یہ بتاؤ۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا۔ آپ تو خدا کے فضل سے زندہ سلامت ہیں۔ اس پر اس عورت نے کہا۔ پھر کوئی پروا نہیں۔ خواہ کوئی مارا جائے۔ تو یہ ان لوگوں کے عشق کا حال تھا۔ ایک

فدائیت کی روح

تھی۔ جو ان کے اندر کام کر رہی تھی۔ اور وہ یہ سننا بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ جب آپ کی وفات ہوئی۔ تو اس خبر کو سنکر حضرت عمرؓ اتنے جوش میں آئے۔ کہ آپ نے کہا۔ جو یہ کہے گا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ آپ تو

موسےٰؑ کی طرح آسمان پر

گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے باتیں کرکے واپس آئیں گے۔ اور منافقوں کی اچھی طرح خبر لیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ اس وقت مدینہ میں نہ تھے بلکہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ بعض صحابہ نے آپ کے پیچھے آدمی دوڑائے۔ کہ جلدی آیئے

اسلام میں ایک فتنہ

پیدا ہونے لگا ہے۔ چنانچہ آپ آئے۔ اور سیدھے اندر چلے گئے۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم مبارک تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے مونہہ سے چادر اٹھائی۔ جھکے پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کہا۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا۔ پھر آپ باہر آکر کھڑے ہوئے اور آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم تلاوت کرکے فرمایا۔ اے مسلمانو!

محمد اللہ تعالےٰ کے رسول تھے

خدا نہیں تھے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی رسول ہوئے۔ وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ اگر آپ فوت یا قتل ہو جائیں۔ تو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ پھر فرمایا من کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنے جو شخص محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوجتا تھا۔ وہ سمجھ لے۔ کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔ اور جو

خدا کی پرستش

کرتا تھا۔ وہ مطمئن رہے۔ کہ خدا ہمیشہ زندہ ہے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں نے یہ بات سنی۔ تو مجھے یقین ہو گیا۔ کہ میری غلطی تھی۔۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واقعی فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلنے لگی۔ اور میں گر پڑا۔ دوسرے صحابہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے ہمارے پاؤں تلے زمین نکلی جا رہی ہے۔ وہ بے تحاشا مدینہ کی گلیوں میں دیوانہ وار بھاگے پھرتے۔ اور حضرت حسان کے یہ شعر پڑھتے تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کی خبر سنکر انہوں نے بے اختیار کہے تھے ؎

کنت السواد لناظری ٭ فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت ٭ فعلیک کنت احاذر

یعنے تو

میری آنکھ کی پتلی

تھا۔ تیری موت سے میری آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اب تیرے بعد کوئی مرے یا جیئے ہمیں کیا۔ ہمیں تو تیری زندگی کی پروا تھی۔ یہ واقعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے معاً بعد ہوا جسے کوئی مسلمان سوائے اس کے کہ اس کی آنکھیں پرنم ہو جائیں۔ اور آواز کانپنے لگے۔ پڑھ یا سن نہیں سکتا۔ اگر

صحابہؓ کا عقیدہ

یہ ہوتا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور پھر آئیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ کیوں کہتے۔ کہ آپ حضرت موسےٰؑ کی طرح آسمان پر گئے ہیں۔ انہیں تو یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ جس طرح حضرت عیسےٰؑ آسمان پر گئے تھے۔ آپ بھی گئے ہیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اس آیت سے استنباط کرتے ہیں۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ

سب رسول فوت ہو چکے ہیں

اگر صحابہ میں کوئی شخص حضرت عیسےٰؑ کے آسمان پر جانے کا عقیدہ رکھنے والا ہوتا۔ تو وہ کھڑا ہو کر اس وقت یہ نہ کہتا؟ کہ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر رہنا شرک نہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آسمان پر جانے سے شرک کیوں کر لازم آسکتا ہے مگر اس وقت سب خاموش رہتے ہیں۔ اور کوئی کچھ نہیں کہتا۔ جو ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ اس عقیدہ کا کوئی بھی شخص ان میں نہ تھا۔

دوسری چیز جو اس ضمن میں میں پیش کرتا ہوں۔ یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم اٰیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مومنوں پر احسان کیا۔ ہر شخص جو مومن کہلانا چاہتا ہے۔ غور کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ وہ اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ پاک کرتا ہے

کتاب اور حکمت

سکھاتا ہے۔ اگرچہ سب کے سب پہلے گمراہ تھے۔ پہلی بات جو اس آیت میں بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں اور اس کے بعد ہر شخص ایمان آپ سے حاصل کرے گا۔ دوسری یہ کہ آپ سے ایمان حاصل کرنے سے پہلے وہ گمراہ ہوگا۔ گویا تمام وہ لوگ جو آپ کے زمانہ میں ہوتے۔ یا آپ کے بعد وہ آپ کا کلمہ پڑھنے سے قبل گمراہ ہیں۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں۔ تو اس آیت کے ماتحت وہ کیا ہوں گے۔ اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد کوئی ایک لمحہ بھی دنیا پر ایسا نہیں آیا اور آئیگا کہ جب آپ کے بغیر بھی کوئی شخص ہدایت یافتہ کہلا سکے گا۔ جو بھی ہدایت لے گا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لے گا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا عیسےٰ علیہ السلام نعوذ باللہ ضلال میں سے آئیں گے۔ غور کرو۔ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد کا عقیدہ رکھو کہ اس امر سے انکار کیا جائے۔ تو قرآن کریم کی آیت غلط ٹھہرتی ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے۔ تو اس طرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک

ہے۔ تو اس آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کام یہ ہے۔ کہ یتلوا علیھم اٰیاتہٖ گویا غیر اللہ کی آیات نہیں سنا سکتے۔ یہ تو عام بات ہے۔ کہ شاگرد کا کام استاد کی طرف تو منسوب ہو سکتا ہے۔ اور اس وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ ہدایت حاصل کرنے والے مصلحین کا کام اور ان کا آیات پڑھنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منسوب ہو سکتا ہے۔ لیکن جو

آپ کی بعثت سے قبل

کا پڑھا ہوا ہو۔ اس کا کام آپ کی طرف کیونکر منسوب ہو سکتا ہے مثلاً میں نے جو کچھ پڑھا ہے۔ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پڑھا ہے۔ کیونکہ اگر آپ نہ پڑھتے۔ تو میں کس طرح پڑھ سکتا۔ لیکن حضرت عیسٰی دوبارہ آکر جو تلاوت آیات کریں گے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو آپ کی بعثت سے پہلے کے ہی پڑھے ہوئے ہیں پھر فرماتا ہے۔ ویزکیھم یعنی آپ

سب کا تزکیہ

کریں گے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا حضرت عیسٰیؑ نعوذ باللہ گندے ہو کر آئیں گے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کا تزکیہ کریں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کے بغیر کوئی شخص پاک نہیں ہو سکتا۔ انبیاء ہمیشہ یا تو تکمیل کے لئے آتے ہیں۔ جیسے

موسوی سلسلہ کے نبی

تھے۔ یا پھر اس وقت آتے ہیں۔ جب ساری قوم خراب ہو جائے اس لئے یا تو تسلیم کرو۔ کہ قرآن کریم نامکمل ہے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اسے مکمل کرنے کے لئے آئیں گے۔ یا یہ مانو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جب حضرت عیسٰی آئیں گے تو نعوذ باللہ غیر مزکی اور گندے ہوں گے۔ اور یہ

کتنا بڑا حملہ

ہے۔ پھر غور کرو۔ حضرت عیسےٰؑ آکر جن لوگوں کو پاک کریں گے۔ وہ کس کے کھاتے میں لکھے جائیں گے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی کے ہدایت پانے کا ثواب

منبع ہدایت

تک پہونچتا ہے۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی کے ذریعہ جو لوگ ہدایت پائیں گے۔ ان کا ثواب کس کو پہنچے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تو پہنچ نہیں سکتا کیونکہ حضرت عیسےٰؑ نے جو کچھ سیکھا۔

اللہ تعالےٰ سے براہِ راست

سیکھا ہے۔ پس کیا اس بات سے مسلمانوں کے دل خوش ہوتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰؑ ضرور آجائیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کی ترقیات بے شک قیامت تک کے لئے رک جائیں ہم تو اسے کھانا کو پھاڑ ڈالیں گے۔ جس میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نہ ہو۔ صحابہ کا تو یہ حال تھا۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدہ ہو کر کسی نیکی کا ثواب بھی حاصل نہ کرنا چاہتے تھے۔ بخاری اور احادیث کی دوسری کتب میں آتا ہے۔ کہ حضرت عثمان نے ایک دفعہ جبکہ حج کے لئے مکہ میں گئے ہوئے تھے۔ صفا کے مقام پر نماز کی دو رکعتوں کے بجائے چار رکعتیں پڑھ لیں۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں صرف دو پڑھا کرتے تھے۔ اس پر صحابہ میں ایک ہیجان تو ضرور پیدا ہوا۔ مگر انہوں نے خلیفہ کی اقتداء میں چار ہی پڑھ لیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا۔ میں تو دو رکعت ہی پڑھا دونگا لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت ہی پڑھاتے تھے۔ میں نے

خلیفہ وقت کی پیروی

کرتے ہوئے پڑھی تو چار ہی ہیں۔ مگر دعا یہ کی ہے کہ خدایا میں نے رسول اللہ کے پیچھے دو پڑھی تھیں۔ اس لئے مجھے دو کا ہی ثواب عطا ہو۔ میں سمجھتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے چونکہ مکہ میں شادی کی ہوئی تھی۔ اس لئے اپنے آپ کو وہاں مسافر نہ سمجھتے تھے۔ مگر عبداللہ بن مسعود کو گوارا نہ ہوا۔ کہ جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں انہوں نے دو رکعت کا ثواب حاصل کیا تھا۔ وہاں آپ کے بغیر چار کا ثواب حاصل کریں۔ مگر آج مسلمان اپنے عقیدہ کے لحاظ سے یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ قیامت تک کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر

ساری نیکیاں حضرت عیسیٰ کے نام

لکھ دی جائیں۔ کیا کسی مومن کی غیرت اسے برداشت کر سکتی ہے۔

دوسرا سوال

یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ مانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ مگر ہم کسی کی آمد مانتے ہی نہیں نہ آسمان سے نہ زمین سے۔ اور کسی کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس سوال کا جواب

سورۂ فاتحہ

میں ہے۔ جسے نماز پڑھنے والے دن میں کم سے کم پچاس دفعہ پڑھتے ہیں۔ اور ہر روز دعا کرتے ہیں۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنی اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ وہ رستہ جو منعم علیہ گروہ کا ہے۔ اور ہم مغضوب اور ضال نہ ہوں۔ جن لوگوں پر تو نے غضب نازل کیا۔ یا جو آپ تجھے چھوڑ گئے۔ ان میں ہمیں شامل نہ کیجیو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے مراد

یہود اور نصاریٰ

لئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ امت محمدیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بگاڑ ممکن تھا۔ یا نہیں۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کسی روحانی مصلح کے آنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر بگاڑ ممکن ہے۔ تو آنے والے کی ضرورت بھی ثابت ہے۔ تاکہ وہ اصلاح کرے۔ اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ بگاڑ ممکن ہے۔ کیونکہ جب یہ دعا موجود ہے کہ ہم

مغضوب اور ضال

نہ بنیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ بگاڑ ممکن تھا۔ ورنہ جو امر ہونا ہی نہیں تھا۔ اس کے لئے دعا سکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کہا جائے یونہی دعا ہے۔ تو ہم کہیں گے یہ دعا کیوں نہ سکھلائی کہ ہم فرشتے بن جائیں۔ کوئی انسان

زمینی کیڑا

نہیں بن سکتا۔ سورج چاند نہیں بن سکتا۔ اس لئے اس سے بچنے کیلئے کوئی دعا نہیں سکھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسی سے بچنے کی دعا سکھاتا ہے جو ممکن ہے۔ اب اگر یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں نے نہیں بگڑنا تھا۔ تو یہ دعا کیوں روز ہمارے ذمہ لگا دی۔ کہ ۵۰ دفعہ پڑھا کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت خطرہ تھا۔ پھر میں کہتا ہوں۔ دلائل کو جانے دو اپنے نفسوں کو ٹٹولو۔ کیا

آج کے مسلمان

وہی ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنا چاہتے تھے۔ بحث اور ہار جیت کے خیال کو دل سے نکال کر ہر شخص اپنے گھر میں دروازے بند کر کے بیٹھے اور خالی بالطبع ہو کر غور کرے کیا میں وہی مسلمان ہوں۔ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور پھر دیانتداری کے ساتھ اس کا نفس جو جواب دے وہ آکر مجھے بتائے پھر اپنے محلے والوں۔ اپنے گاؤں یا شہر والوں۔ اپنے ضلع اور صوبہ والوں کے متعلق یہی سوال کرے کہ کیا یہ وہی مسلمان ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنانا چاہتے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ سو میں سے سو کو یہی جواب ملیگا۔ کہ ہرگز نہیں۔ اور جب یہ حالت ہے تو مسلمان

غیر مسلموں میں تبلیغ

کیسے کر سکتے ہیں۔ آج ہی اس کا تجربہ کر لو۔ غیر مسلمانوں کے پاس جا کر تبلیغ کرو۔ ان میں سے ہر ایک یہی جواب دیگا۔ کہ اگر یہی مسلمان ہیں۔ جو اسلام پیدا کرنا چاہتا تھا۔ تو ہم اس سے دور ہی اچھے ہیں پھر خود اپنی حالت کو دیکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو مسلمان پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کی یہ حالت تھی۔ کہ ابتدائی ایام میں جب آپ نے مردم شماری کا حکم دیا۔ اور مسلمان

سات سو

نکلے۔ تو اس پر صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم حیران ہیں۔ آپ نے کیوں مردم شماری کرائی۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ دنیا ہمیں مٹا دیگی۔ اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں کیا فکر ہو سکتا ہے۔ اور ہم دنیا میں کون فتح پا سکتا ہے۔ مگر کجا یہ کہ آج باوجود

مسلمان کروڑوں کی تعداد

میں ہیں۔ ہر مسلمان کی گردن دوسروں کے ہاتھ میں ہے۔ کسی لحاظ سے بھی انہیں حریت اور آزادی نصیب نہیں۔ اور دوسروں کے ڈر کے مارے انکی جان نکلتی ہے۔ پھر نفسوں سے پوچھنے کو بھی جانے دو۔ آؤ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پوچھتے ہیں۔ کہ آپ کی امت میں بگاڑ ممکن ہے یا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہے۔ اسی طرح میری امت میں بھی

یہود کے مشابہ لوگ

ہو جائینگے۔ اور اسی طرح ان کا تتبع کرینگے۔ گویا آپ نے یہ خبر دی ہے کہ یہودیت اور نصرانیت کا رنگ پیدا ہو جائیگا۔ چلو ہم مان لیتے ہیں کہ یہ حالت آج نہیں۔ لیکن یہ تو ماننا پڑیگا۔ کہ یہ حالت پیدا ضرور ہوگی اور جب وہ حالت پیدا ہوگی۔ تو کسی روحانی مصلح کو اس وقت آنا چاہیئے یا نہیں۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ مسلمان تو ضرور یہود کے ہمرنگ ہو جائیں گے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ نعوذ باللہ آپ کا آنا کوئی رحمت نہیں بلکہ زحمت ہو گیا۔ آپ کے آنے سے نیکی کا رستہ تو بند ہو گیا۔ مگر شر کا نہیں۔ ورنہ ماننا پڑیگا۔ کہ جس طرح شیطان کے نمائندے دنیا میں موجود ہیں۔ اسی طرح

محمد مصطفیٰ کے نمائندے

بھی آتے رہینگے۔ گویا عقلی طور پر یہی ثابت ہو گیا۔ کہ جب مسلمانوں میں گراوٹ ہوگی۔ تو اس کے دور کرنے والے بھی ہونے چاہئیں۔ پھر قرآن کریم سے بھی ثابت ہے سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھاتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہر مسلمان دن میں کئی بار کہے۔ کہ ہمیں ان لوگوں کا سیدھا رستہ دکھا۔ جن پر تو نے انعام کئے تھے۔ پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ جو نصیحتیں ہم مسلمانوں کو کرتے ہیں۔ اگر یہ ان پر عمل کرینگے۔ تو ان کیلئے یہ بہت اچھی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں قائم کر دیگا۔ اگر ان کے اندر خرابی پیدا ہوگی۔ تو ہم انکی اصلاح کا بندوبست کر دینگے۔ اور صراط مستقیم دکھائینگے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرینگے۔ وہ اس جماعت میں شامل ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں نازل کیں۔ اور نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحین

کی جماعت ہے۔ اور یہ بڑے اچھے ساتھی ہیں۔ اور یہ انعامات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ملیں۔ تو اور کس کو ملیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور وہ خوب جانتا تھا۔ کہ آئندہ مسلمانوں کو کیا ضرورتیں پیش آئیں گی اور انہیں پورا کرنے کا اس نے مکمل انتظام کر دیا بعض لوگ کہتے ہیں۔ یہاں

مع کا لفظ

ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔ ان کو جو درجے حاصل ہوئے۔ وہ حاصل نہ ہوں گے۔ مگر قرآن کریم میں دوسری جگہ آتا ہے۔ وتوفنا مع الابرار۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا میں جب کوئی نیک بندہ مرے۔ تو ساتھ ہی یہ دعا کرنے والوں کی جان بھی نکل جائے۔ یا یہ کہ ہمیں نیک کرکے ماریو۔ پھر دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین اٰمنوا باللہ و رسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشھدآء عند ربھم۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے۔ اور پہلے رسولوں پر بھی۔ وہ

صدیق اور شہداء

میں شامل ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو کوئی چیز زائد ملنے والی تھی۔ پس اللہ تعالےٰ

مومنوں سے وعدہ

کرتا ہے۔ کہ ان کو اس دنیا میں اسی طرح جانشین بنائے گا جس طرح پہلی قوموں میں اس نے بنائے۔ اور جو انعام ان پر کئے۔ وہی ان پر بھی کرے گا۔ اب ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کیا انعام تھے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ واذ قال موسیٰ لقومہٖ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ یعنے جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ یاد کرو۔ اللہ تعالےٰ کی نعمت کو جب اس نے تم میں نبی اور بادشاہ بنائے۔ گویا

نبوت اور بادشاہت

دونوں نعمتیں ہیں۔ دوسری جگہ آتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں منعم علیہ گروہ ہوگا جس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ ان میں بھی بادشاہ اور نبی ہوں گے اب بادشاہ تو مسلمانوں میں ایسے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے سینکڑوں سال تک

متمدن دنیا ×

کو اپنے زیرنگین رکھا۔ پھر کیا یہ عجیب بات نہ ہوگی۔ کہ نبی کوئی بھی نہ ہو۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قسم کھا کر یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو وہی انعام ملیں گے۔ جو پہلے لوگوں کو ملے۔

پس ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے بھی کسی کو نبوت کا درجہ عطا ہو ۔ (باقی)

حضور سرورِ کائنات کا اُسوۂ حسنہ اور کلماتِ طیبات

(۶۳)

یزید بن بابنوس سے روایت ہے۔ کہ میں اور میرا ایک ساتھی حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں گئے۔ جب ہم اجازت لے کر اندر گئے۔ تو حضرت عائشہ رضؓ نے ہمارے لئے تکیہ رکھوایا۔ اور اپنے اور ہمارے درمیان پردہ لٹکوا دیا۔ بیٹھنے کے بعد میرے ساتھی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ حیض کا کیا حکم ہے؟ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے معانقہ فرماتے۔ سر اور مونہہ چومتے۔ جبکہ وہ حائضہ ہوتیں۔ پھر حضور علیہ السلام کی وفات کا ذکر چلا۔ تو حضرت عائشہ رضؓ نے بیان فرمایا۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی۔ کہ جب میرے مکان کے سامنے سے گذرتے تو گو میری باری نہ ہوتی۔ پھر بھی آپ گذرتے گذرتے دروازہ کے پاس ایسی بات فرما جاتے۔ جس سے خدا تعالےٰ مجھے نفع دیتا۔ لیکن ایک دن میرے دروازہ کے پاس سے چپ چاپ گذر گئے۔ اور کچھ نہ فرمایا۔ پھر اسی دن دو یا تین دفعہ گذرے۔ مگر مونہہ سے کچھ نہ بولے۔ اس پر میں نے خادمہ سے کہا۔ کہ دروازہ میں میرے بیٹھنے کے لئے جگہ بنا دے اور میں نے سر درد کی وجہ سے اپنے سر پر پٹی باندھ لی۔ اور دروازہ میں بیٹھ گئی۔ اس کے بعد پھر جو حضور وہاں سے گذرے۔ تو پٹی دیکھ کر فرمایا کہ عائشہ تیرا کیا حال ہے۔ میں نے کہا۔ کہ میرے سر میں درد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرے سر میں بھی سخت درد ہو رہا ہے۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد حضور کو لوگ ایک کمبل میں لٹا کر اور اٹھا کر لائے۔ پھر آپ نے اپنی اور بیویوں کو بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ میں سخت بیمار ہوں۔ اور میں اتنی طاقت نہیں رکھتا۔ کہ باری باری سے سب کے گھر جاؤں۔ اگر تم مجھے اجازت دو۔ تو میں عائشہ کے گھر بیماری کے دن بسر کروں۔ اس پر تمام بیویوں نے بخوشی اس امر کی اجازت دی۔

راوی کہتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا۔ اس سے پہلے مجھے کسی بیمار کی تیمارداری کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ پھر وہ فرمانے لگیں۔ کہ بیماری کے چند روز بعد ایک دن جبکہ میں حضور علیہ السلام کو اپنے سینہ کے ساتھ سہارا دیئے بیٹھی تھی۔ کہ آپ کا سر میرے سر کی طرف جھکا میں سمجھی۔ کہ آپ میرے سر کو پیار کرنے لگے ہیں۔ کہ اچانک آپ کے دہن مبارک سے ایک قطرہ جو نہایت ٹھنڈا تھا۔ میرے سینہ پر آپڑا میں یہ دیکھ کر سخت گھبرائی۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ آپ بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اس پر میں نے آپ کو لٹا کر کپڑا اڑھا دیا۔ کہ اتنے میں حضرت عمر رضؓ اور مغیرہ رضؓ بن شعبہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے انہیں اجازت دی۔ اور آپ پردہ کے پیچھے ہو گئی۔ حضرت عمر رضؓ نے جب حضور کو اس حالت میں دیکھا۔ تو کہا۔ کہ ہائے حضرت بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اور ہائے حضور کی غشی کیسی سخت ہے۔ پھر وہاں سے جانے لگے۔ تو دروازہ کے پاس پہنچ کر مغیرہ بن شعبہ نے کہا۔ کہ اے عمر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا۔ کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور فتنہ پرداز شخص ہے۔ حضرت رسول مقبول کبھی فوت نہیں ہو سکتے۔ جب تک اللہ تعالےٰ آپ کے ذریعہ تمام منافقوں کو فنا نہ کر دے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ آئے۔ اور کپڑا اٹھا کر حضور کو دیکھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنی حضور علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں پھر حضور علیہ السلام کے سر کی طرف سے آئے۔ اور اپنا سر جھکا کر حضور کا ماتھا چوما۔ اور کہا۔ ہائے اللہ کے نبی۔ پھر دوبارہ سر جھکا کر ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور کہا۔ ہائے اللہ کے برگزیدہ۔ پھر تیسری مرتبہ پیشانی چومی۔ اور کہا۔ کہ ہائے اللہ کے پیارے۔ پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت عمر رضؓ لوگوں میں لیکچر دے رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ حضور کبھی فوت نہیں ہو سکتے جب تک کہ اللہ تعالےٰ منافقوں کا قلع وقمع حضور کے ہاتھ پر نہ کرے گا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضؓ نے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ پہلے اللہ تعالےٰ کی تعریف کی۔ اور اس کی ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا۔ کہ دیکھو۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرما چکا ہے انک میت وانھم میتون یہ کہکر ساری آیت پڑھی۔ یعنی اے نبی تو بھی وفات پانے والا ہے۔ اور تیرے مخالف بھی موت کا مزا چکھنے والے ہیں۔ پھر کہا۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم اور پوری آیت پڑھی۔ کہ محمد تو صرف اللہ کا رسول ہے۔ اور اس سے پہلے سب رسول وفات پا چکے ہیں۔ کیا اس کی وفات یا قتل پر تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ پھر کہا پس سنو لوگو اگر تم خدا کی عبادت کرتے تھے۔ تو یاد رکھو۔ کہ خدا اب بھی زندہ ہے۔ اور وہ کبھی فوت نہیں ہوگا لیکن اگر تم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پجاری تھے۔ تو یاد رکھو۔ کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں۔ اس کے متعلق حضرت عمر بعد میں کہا کرتے تھے۔ کہ عجیب بات ہے۔ کہ یہ آیت قرآن مجید میں موجود ہے مگر میرے ذہن سے اس وقت اتر گئی تھی ؛

(۶۴)

محمد بن قیس سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضؓ نے مجھے فرمایا۔ کہ کیا میں تجھے اپنی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات سناؤں؟ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور ضرور سنایئے۔ اس پر آپ نے

فرمایا۔ کہ ایک رات میری باری میں حضور میرے گھر میں عشا کی نماز کے بعد آئے اور اپنی چادر اتار کر رکھدی۔ پھر چارپائی کی پائینتی کی طرف جوتیاں اتاریں۔ اور اپنے تہبند کے ایک پلے سے اپنا بستر جھاڑا۔ پھر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کو یقین ہوگیا۔ کہ میں سوگئی ہوں۔ آپ نے آہستہ سے اپنی چادر اٹھائی۔ اور خاموشی سے جوتیاں پہنیں۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ اور نہایت آہستگی سے دروازہ بند کردیا۔ اس پر میں اٹھی گئے ہیں کرتہ ڈالا سر پر اوڑھنی اوڑھی اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ گھر سے چل کر بقیع یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں گئے۔ اور وہاں بہت دیر تک کھڑے رہے۔ اور تین دفعہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ پھر واپس مڑے۔ اس پر میں بھی مڑی پھر آپ تیز چلنے میں بھی تیز چلنے لگی۔ پھر آپ دوڑ پڑے۔ میں بھی دوڑ پڑی۔ پھر آپ تیزی سے دوڑے۔ میں نے بھی دوڑنے میں تیزی کی۔ اور میں آپ سے پہلے گھر پہونچی۔ اور داخل ہوتے ہی بستر پر لیٹ گئی۔ اتنے میں آپ گھر میں آئے اور مجھے سانس سخت چڑھا ہوا تھا۔ اور میں بڑے زور سے سانس لے رہی تھی آپ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ عائشہ رضؓ تجھے سانس اس قدر کیوں چڑھا ہوا ہے۔؟ میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں حضور آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ بتا[illegible] مجھ کو تو خدا تعالیٰ بتا دیگا میں نے کہا کہ حضور میرے ماں باپ قربان ہوں۔ پھر میں نے سارا واقعہ عرض کیا اس پر آپ فرمانے لگے۔ وہ جو میں نے واپسی کے وقت کسی کو اپنے آگے آگے جاتے دیکھا تھا۔ وہ تو ہی تھی۔ میں نے کہا جی ہاں میں ہی تھی۔ پھر آپ نے میرے پیچھے پیچھے جانے کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا۔ کہ میں سمجھی تھی کہ کہیں حضور اس وقت اپنی کسی اور بیوی کے گھر میں تشریف نہ لے گئے ہوں۔ یہ سن کر حضور نے زور سے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور فرمایا۔ کہ عائشہ کیا تو نے یہ خیال کیا تھا۔ کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق تجھ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور عجیب بات ہے۔ کہ مہما یکتم الناس یعلمہ اللہ۔ یعنی لوگ کسی واقعہ کو کتنا ہی چھپاویں۔ اللہ اسے ظاہر ہی کردیتا ہے آپ نے فرمایا کہ بے شک۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے۔ کہ جبریل میرے پاس آیا تھا اور اس نے مجھے آواز دے کر جسے تو سن نہ سکی تھی کہا تھا کہ تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس وقت بقیع والوں کیلئے دعائے مغفرت کر اور میں نے یہ سمجھ کر کہ تو سو گئی ہے۔ تجھے جگانا نہ چاہا اور میں یہ سمجھ کر کہ تو اکیلے میں ڈرے گی۔ آہستہ سے اٹھ کر گیا میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں ان کے لئے کن الفاظ میں دعا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو کہا کر السلام علی اھل الدیار من المومنین والمسلمین و یرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ لاحقون۔ یعنی سلامتی ہو تم پر اے اس قبرستان والو۔ جو کہ مومن اور مسلمان ہو اور اللہ تم ہم سے پہلے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں دونو پر اپنا رحم فرمادے۔ اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے آملنے والے ہیں۔

(سید محمد اسحاق قادیان)

لائل پور میں تبلیغی جلسہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے لائل پور تشریف لانے پر جہاں بہت سی سعید روحوں نے روحانی برکات اور فیوض حاصل کئے۔ وہاں معاندین سلسلہ نے اپنی قدیم عادت اور خصلت کے مطابق حق کی مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور چند فرسودہ اعتراضات پر مشتمل۔ ایک اشتہار شائع کیا۔ ان اعتراضات کا جواب دینے کے لئے۔ ۱ ؍ اپریل کو ایک پبلک جلسہ مسجد احمدیہ میں منعقد کیا گیا۔ جس میں مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل اور شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل احمدی مبلغین نے زیر صدارت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ان اعتراضات کے مدلل جواب دئے۔ اور معترضین کی علمی قابلیت پبلک میں ظاہر کی۔ آخر میں ان تقاریر پر اعتراضات کا موقعہ دیا گیا۔ دو مولوی صاحبان نے انہیں اعتراضات کو پھر دہرایا۔ جس پر جوابات زیادہ وضاحت سے ذہن نشین کرائے گئے۔ آخر میں مولوی غلام رسول صاحب فاضل نے صدارتی تقریر میں جوابات پر مزید علمی روشنی ڈالی۔ اور جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ (خاکسار۔ محمد یوسف سکرٹری انجمن انصار اللہ لائلپور)

ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کو الوداعی ٹی پارٹی

جناب جمعدار ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن کمپ لنڈی کوتل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ تقریباً اڑہائی سال جماعت احمدیہ خیبر لنڈی کوتل کے پریذیڈنٹ رہے۔ اس دوران میں انہوں نے جماعت کے ہر کام میں نہایت اخلاص سے حصہ لیا۔ اور اپنے عہدہ کے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دئے۔ جماعت کو ان کے ملازمت سے ریٹائر ہوکر جدا ہونے پر نہایت افسوس ہے اور دست بدعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو ہر قسم کی دینی دنیوی ترقی دے۔ اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ ان کے اعزاز میں ۱۱ ؍ اپریل کو ایک الوداعی ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں تقریباً تیس ہر محکمہ کے معزز غیر احمدی اہل کار شامل ہوئے۔ چائے نوشی کے بعد خاکسار نے شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصر تقریر کی۔

اخیر میں جناب ڈاکٹر صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں ان کو اس اسلامی اخوت کی طرف توجہ دلائی۔ جو اس زمانہ کے مامور کے ذریعے اللہ تعالےٰ نے قائم کی۔ ٭ والسلام

(خاکسار۔ شمس الدین۔ سکرٹری انجمن احمدیہ لنڈی کوتل)

کمیٹی دارالانوار کا ضروری اعلان

(۱) بعض حصہ داران دارالانوار کی طرف سے ان کے حصہ کی رقم ہر ماہ کی ۲۱ ؍ تاریخ قبل دوپہر نہیں پونچتی بلکہ میعاد کے بعد وصول ہوتی ہے۔ ایسے احباب کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ ان کو بحساب فی یوم ایک آنہ جرمانہ بھی بھیجنا چاہیئے۔ جن احباب کی طرف سے جرمانہ کی رقم ساتھ نہیں آئے گی۔ ان کا قرعہ نکلنے پر روپیہ تعمیر مکان کے لئے ادا کرتے ہوئے رقم جرمانہ وضع کر لی جاوے گی پس جرمانہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک حصہ دار اپنا روپیہ ہر ماہ کی ۲۱ ؍ تاریخ قبل دوپہر دفتر محاسب میں جمع فرمادیں۔

(۲) دوستوں کی اطلاع کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ دارالانوار میں قطعہ نمبر ۱۲۵ ۔ ۱۲ کنال اے کلاس۔ قطعہ نمبر ۲۹ ۔ ۱۲ کنال اے کلاس۔ قطعہ نمبر ۲ ۔ ۸ کنال بی کلاس۔ قطعہ نمبر ۱۹ ۔ ۸ کنال بی کلاس۔ جس میں کنوآں بھی ہے۔ قطعہ نمبر ۱۷ ۔ ۸ کنال بی کلاس۔ قطعہ نمبر ۹۵ ۔ ۴ کنال ڈی کلاس۔ قطعہ نمبر ۷۹ ۔ ۴ کنال ڈی کلاس خالی ہیں۔ حصہ داران میں سے جو احباب لینا چاہیں۔ لے سکتے ہیں۔ جو دوست اب دارالانوار کے حصہ دار بننا چاہیں۔ وہ بھی حسب قواعد حصہ دار بن کر زمین لے سکتے ہیں۔ احباب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ دارالانوار میں سڑکیں ساٹھ فٹ اور تیس فٹ کی ہیں۔ اور کمیٹی صرف حصہ داران کو ہی ارزاں ترقیمت پر زمین مہیا کر رہی ہے۔ پس احباب کو حصہ دار بن کر نہ صرف اپنا مکان دارالانوار میں نہایت آسانی سے تیار کرنا چاہیئے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قادیان کے مشرقی جانب بڑھنے کی پیشگوئی کے پورا کرنیکا بھی ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ دریافت طلب امور سکرٹری دارالانوار سے معلوم کریں۔

([illegible] دارالانوار [illegible])

روئداد جلسہ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن لاہور

اہم قراردادیں اور اپیل

۱۷ اپریل کو لاہور میں زیر صدارت مولانا عبد المجید صاحب سالک مدیر "انقلاب" جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اصحاب نے شرکت فرمائی

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ـ مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ ـ محمد دین فوق ـ پروفیسر محمد علم الدین صاحب سالک ـ ڈاکٹر عبد الحق صاحب ـ مولانا جلال الدین صاحب شمس چوہدری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر ـ چوہدری محمد شریف صاحب وکیل ـ مولانا عصمت اللہ صاحب ـ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ـ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ـ سب سے پہلے سکرٹری نے دستور اساسی کا مسودہ پیش کیا جو کافی بحث و مباحثہ اور مناسب ترمیم و تنسیخ کے بعد پاس کیا گیا:

پھر سکرٹری نے ایک تازہ آمدہ تحریری اگریمنٹ پیش کیا جس میں آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کو مسلمانان کشمیر کی مظلومیت کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔

قراردادیں

بعد ازاں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہوئے

(۱) ایک اپیل شائع کی جائے جس میں حکومت کشمیر خصوصاً انگریز حکام کو کشمیر کے جلاوطنوں اور موجودہ سیاسی کارکنوں کے مصائب دور کرنے کی طرف پر زور الفاظ میں توجہ دلائی جائے۔ اور مسلمانان ہند کو مظلوم مسلمانان کشمیر کے لئے ہمدردانہ جلسے اور ان کی مالی امداد کرنے پر مائل کیا جائے۔ اور برادران کشمیر کو یقین دلایا جائے۔ کہ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن سابق کی طرح ان کی ہر ممکن اعانت کے لئے تیار ہے

(۲) آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن حکومت کشمیر کے اس حکم کو جس کے رو سے "انقلاب" کا داخلہ ریاست میں ممنوع قرار دیا گیا ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور کشمیر گورنمنٹ سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ اس حکم کو منسوخ کر کے "انقلاب" کے داخلہ کی اجازت دے دے نیز یہ ایسوسی ایشن حکومت ہند سے بھی درخواست کرتی ہے۔ کہ حکومت کشمیر نے اپنے اختیارات کو جس شدت سے استعمال کرنا شروع کر رکھا ہے۔ اس سے اسے روکا جائے۔

(۳) آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کی رائے میں کشمیر کے بعض کارکنوں کو گذارہ کے بغیر جلاوطن کر دینا مسلمہ قواعد تہذیب کے بالکل خلاف ہے اس لئے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن حکومت ہند اور حکومت کشمیر کو ان رنجیدہ حالات کے دور کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور امید کرتی ہے۔ کہ یا تو ان لوگوں پر مقدمہ چلا کر ان پر جرم ثابت کیا جائے یا ان کو ملک میں داخلہ کی اجازت دی جائے۔ اور جب تک ان کو داخلہ کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کم سے کم انہیں معقول گذارہ دیا جائے

(۴) مولانا میر واعظ صاحب ہمدانی کا اخراج آل انڈیا ایسوسی ایشن کی رائے میں بالکل غیر معقول اور ناواجب ہے۔ میر واعظ صاحب ہمدانی سیاسی امور میں کبھی بھی حصہ نہیں لیتے۔ اور ان کا اخراج صرف اس بناء پر کہ ایک اور میر واعظ سے ان کا ذاتی اختلاف ہے۔ ان کو کشمیر سے جلاوطن کر دینا اصول آئین و قانون کے خلاف ہے۔ کشمیر ایسوسی ایشن کو توقع ہے۔ کہ گورنمنٹ کشمیر جلد سے جلد ان کے واپسی کے احکام صادر کرے گی

½۷ بجے شام کے قریب صاحب صدر کے شکریہ کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا

(سکرٹری آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن)

اپیل

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن اس امر کو نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ دیکھتی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ گلینسی کمیشن نے مسلمانان کشمیر کو ایک حد تک حقوق دلانے کی سفارش کی تھی۔ اس کمیشن کی رپورٹ پر حکومت نے پوری طرح عمل نہیں کیا۔ اور جب کمیشن کی رپورٹ پر عمل کرنے کی طرف مظلوم مسلمانوں نے توجہ دلائی۔ تو ان کی فریاد پر توجہ کرنے کی بجائے ان پر سختی شروع کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جموں اور کشمیر کے بیسیوں کارکن وطن سے بے وطن ہو کر پنجاب اور دوسرے صوبوں میں تکلیف اور پریشانی میں دن گذار رہے ہیں اور حکومت ان کو گذارہ تک نہیں دیتی۔ ان جلاوطنوں کے علاوہ حقوق کی جدوجہد میں حصہ لینے والے جو لوگ ریاست جموں و کشمیر میں رہ چکے ہیں۔ ان کو جرمانوں اور جائدادوں کی ضبطیوں سے تنگ کیا جا رہا ہے:

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن ان حالات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے انگریز عہدہ داران کشمیر کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور انہیں یاد دلاتی ہے۔ کہ حکومت ہند نے ان کو اس غرض سے کشمیر بھیجا تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کو سابقہ ظلم و ستم سے بچائیں۔ اور ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔ پس ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس غرض کو پورا کریں۔ اور مظلوم کشمیریوں کو اپنے ماتحت افسروں کے ظلم سے بچائیں:

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن مسلمانان ہند کو بھی اس طرف توجہ دلاتی ہے۔ کہ جس قربانی اور ایثار سے انہوں نے مظلوم مسلمانان کشمیر کی خدمت سابقہ ایام میں کی ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں گلینسی کمیشن مقرر ہوا۔ اور کم سے کم کاغذی طور پر انہیں حقوق کی ایک قسط دی گئی۔ اس قربانی کو اپنی عدم توجہی سے اب بے نتائج نہ ہونے دیں۔ اور ہر جگہ مسلمانوں میں برادران کشمیر کے متعلق ہمدردی پیدا کریں۔ اور جلسے کر کے حکومت ہند اور حکومت کشمیر کو توجہ دلائیں کہ ان کے کشمیر کے برادران اسلام کو دست ظلم سے بچایا جائے اور اسی طرح ہم مسلمانان ہند سے یہ اپیل بھی کرتے ہیں۔ کہ اس وقت میں وہ برادران کشمیر کی مالی امداد بھی کریں۔ خواہ براہ راست خواہ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے ذریعہ۔ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن برادران جموں و کشمیر کو بھی یقین دلانا چاہتی ہے۔ کہ وہ سابق کی طرح ان کی اعانت و امداد کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی:

(سکرٹری آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن)

مسلمانان کشمیر میں بیداری

ہمیں تیلی پورہ - گاندربل - باغیات - باندی پورہ اور جیتہ جی وغیرہ کے مسلمانوں کے دستخطی متعدد مراسلات موصول ہوئے ہیں جن میں تمام دستخط کنندوں نے اپنے اور اپنے لواحقین کی طرف سے اعلان کیا ہے۔ کہ ان کے حقیقی نمائندگان شیخ محمد عبد اللہ صاحب اور مولوی ہمدانی صاحب کے بغیر اور کوئی نہیں۔ نیز لکھا ہے۔ کہ ہماری سیاسی اور اقتصادی معاملات کے متعلق جو فیصلہ یہ دونوں حضرات کریں گے۔ ہمیں منظور و مقبول ہوگا۔ اس کے علاوہ ان مراسلات میں پرانی کشمیر کمیٹی کے احیاء اور سرگرمیوں پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے ارکان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کیا ہے۔ اور توقع ظاہر کی ہے۔ کہ سابق کشمیر کمیٹی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جدید ایسوسی ایشن مسلمانان کشمیر کی ہمدردی کرنے میں کوتاہی نہیں کرے گی۔ اس ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور دعا کی گئی ہے۔ کہ خدا ان ہمدردان قوم کو فتح اور نصرت عطا کرے کہ مظلومین کشمیر کو ظلم و ستم سے نجات دلائیں۔ چونکہ مکتوبات چونکہ طویل اور تعداد میں بہت زیادہ ہیں اس لئے انہیں درج کرنا مشکل ہے۔ ہم اپنے ان مظلوم بھائیوں کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن آئینی امداد میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گی لیکن اس کے لئے لازمی ہے۔ کہ اس کے اعتماد

وصیتیں

۹۰۱ء :- منکہ مہرالدین ولد نتھے خان قوم ترکھان پیشہ دوکانداری تجارت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن علی والی جٹاں ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۳-۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تقریباً پانچ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم العبد:- مہرالدین دوکاندار حال سکونت موضع شکار راجپوتاں ڈاکخانہ دہاریوال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ۱۲/۳۳-۳۰۔ گواہ شد:- بقلم خود قاضی قمرالدین سیکرٹری تعلیم و تربیت شکار ڈاکخانہ دہاریوال ضلع گورداسپور ۱۲/۳۳-۳۰ گواہ شد:- عبدالواحد انٹرنس ماسٹری سانگلاہل ضلع شیخوپورہ

۳۹۸۹ء :- منکہ مبارک النساء عرف زرین بی بی زوجہ مولوی سید عبدالرحیم صاحب کٹی مرحوم قوم سید پیشہ جراح عمر ۶۲ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن کو سیبئی ڈاکخانہ سونگھڑہ تحصیل خاص ضلع کٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۶/۳۳-۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان سکونتی خام جس کی قیمت اندازاً ۱۰۰ روپیہ ہے۔ زمین زراعتی دو ایکڑ قیمت ۲۱/۶۹ روپے۔ العبد:- مبارک النساء بقلم خود۔ گواہ شد:- سید محمد احمد پسر موصیہ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ سونگھڑہ ضلع کٹک ۵ر جون ۱۹۳۳ء۔ گواہ شد:- عبدالحلیم کٹکی پسر موصیہ موصی نمبر ۲۹۶۶ ساکن سونگھڑہ ضلع کٹک ۵ جون ۱۹۳۳ء۔

۱۲۸۱ء :- منکہ مسماۃ امۃ الرحمٰن بیگم زوجہ ملک رسول بخش قوم کشمیری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈیرہ غازی خان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲/۳۳-۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک کنال اراضی سکنی واقعہ قادیان مالیتی ۸۰۰/- روپیہ اور ایک کنال سولہ مرلہ اراضی سکنی واقعہ قادیان نزد بابے والا باغ مالیتی ۴۰۰/- روپیہ۔ صرف حصص کمپنی ہائے متفرق مالیتی تین ہزار آٹھ سو روپیہ صرف دوکان مالیتی ۱۲ روپے صرف۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ نوٹ:- میں اپنا مہر اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ یہ مہر اٹھارہ سو روپیہ تھا۔ جو قبل ازیں زمین وغیرہ کی صورت میں وصول کیا گیا۔ العبد:- امۃ الرحمٰن بیگم موصیہ گواہ شد:- قاضی محمد نذیر سیکرٹری تعلیم و تربیت لائلپور۔ گواہ شد:- ملک رسول بخش سب اوورسیر گواہ شد:- امیرالدین خادم مسجد لائلپور۔

۱۱۹۴ء :- منکہ سمات نیک زن زوجہ شیخ نورالدین قوم پٹھان عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۸ء ساکن بلوچستان حال قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲/۳۴-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت مقبوضہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ سوائے مبلغ ۲۰ روپیہ

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا حمل گر جاتا ہو اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استاذی المکرم حضرت نورالدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استاذی المکرم نورالدین شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے یہ نسخہ سوا کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کیلئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کیلئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

نوٹ:- ہمارے دواخانہ میں ہر قسم کے مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں و آنکھوں کے لئے طیار رہتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:- حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہومیو پیتھک علاج کی مقبولیت عام ہے

سخت سے سخت امراض میں بمقابلہ دوسرے علاج کے ہومیو پیتھک علاج نہایت کامیاب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے روز افزوں ترقی اس علاج کو ہے۔ کفایت شعاری کو مد نظر رکھتے ہوئے ضرورتمند توجہ کریں۔ شافی خدا ہے۔ **ڈاکٹر ایم۔ ایچ احمدی ہومیو پیتھ چتوڑ گڑھ میواڑ**

انمول تحفہ

اگر آپ تجارتی دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں اور جلد ہی تجارت کو اعلیٰ پیمانہ پر لیجانا چاہتے ہیں تو فوراً ہفتہ وار مارکیٹ گزٹ کراچی منگوا کر ہر ایک چیز کے تھوک نرخ معلوم کریں ہر ایک بیوپاری کیلئے بیحد مفید ہے کیونکہ ہفتہ وار مارکیٹ کی مکمل تازہ رپورٹ اور بیوپار کے متعلق مفید معلومات درج کیجاتی ہیں حقیقتاً بیوپار کی کنجی ہے۔ جو اصحاب ۳۰ اپریل تک بذریعہ منی آرڈر روانہ کرینگے انکو سال بھر تک مفت گھر بیٹھے ہر ہفتہ ہر ایک چیز کے بھاؤ معلوم ہوا کریں گے بعد ختم میعاد اصلی قیمت سالانہ ۲ ہوگی۔ منیجر ہفتہ وار مارکیٹ گزٹ کراچی

ہفتہ وار مارکیٹ گزٹ کراچی

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے قیمت معہ محصول صرف (عہ)

منیجر شفاخانہ دلپذیر میلانوالی ضلع سرگودہا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

صوبہ سرحد کے سرخپوش لیڈر عبدالغفار خان نے ۷ دن کے بعد بھوک ہڑتال ۱۷ اپریل کو ختم کی۔ حکومت نے گو انہیں ملتان سے سیالکوٹ جیل میں تبدیل کر دیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی کھانا نہ کھاتے تھے۔ آپ کے رشتہ داروں کا وفد آیا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ بھوک ہڑتال ترک نہ کریں گے۔ تو گاندھی جی کو آپ کے پاس لایا جائیگا۔ اس سے متاثر ہو کر انہوں نے فاقہ کشی ترک کر دی۔

کونسل آف سٹیٹ میں ۱۷ اپریل تحفظ والیان ریاست کے قانون کا مسودہ پاس ہو گیا۔ ایک ممبر نے یہ ترمیم پیش کرنا چاہی۔ کہ اخبارات کے متعلق دفعہ کو اڑا دیا جائے۔ لیکن اس کی اجازت نہ دی گئی۔

مہاراجہ دیواس (سینئیر) کے متعلق پانڈیچری سے ۱۷ اپریل کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گیارہ ہفتوں کے بعد آپ نے ملک کے مختلف حصوں سے درخواستیں آنے پر اپنا پران تیاگ برت ترک کر دیا ہے۔ لیکن اعلان کیا ہے۔ کہ اگر ضرورت ہوئی۔ تو اسے پھر شروع کر دیا جائے گا۔

کوڑھیوں نے جبالہ آباد کے قریب نینی کے مقام پر ایک کوڑھ گھر میں رہتے ہیں۔ بعض افسران کی بدسلوکی کے خلاف احتجاج کے طور پر ہڑتال کر دی۔ پانصد کوڑھی شہر میں چلے گئے۔ جنہیں سمجھا بجھا کر بعد میں واپس لایا گیا ہے۔ اور مسلح پولیس کا پہرہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور ایک ڈاکٹر کو کوڑھ گھر سے ۲۴ گھنٹے کے اندر نکل جانے کے احکام جاری کر دئے گئے ہیں۔

واہ (کیمبل پور ڈسٹرکٹ) سیمنٹ فیکٹری میں ۱۷ اپریل کو بارود کے پھٹ جانے کی وجہ سے سات مزدوروں کے جو اس کی زد میں آئے پرزے پرزے ہو گئے۔ اور ان کے ٹکڑے کئی فرلانگ پر جا پڑے۔

لنڈن کے ایک ہوٹل میں رہنے والے ۱۲ ہندوستانیوں کو منتظمین نے نکل جانے کا نوٹس دیا تھا۔ اور وجہ یہ بتائی۔ کہ کمروں کی صفائی کرائی جانے والی ہے۔ مگر تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ دراصل مالکان ہوٹل کسی ہندوستانی کا وہاں ٹھیرنا پسند نہیں کرتے۔ ہائی کمشنر فار انڈیا اس کی تحقیقات کر رہے ہیں۔

کلکتہ سے ۱۷ اپریل کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بنگال بہار و آسام کے بعض علاقوں میں شدید طوفان آیا۔ جس کے ساتھ موسلا دھار بارش بھی تھی۔ دریا میں بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں۔ کئی مکانات اڑ گئے۔ آم کی فصل کو بھی شدید نقصان پہونچا ہے۔

پنڈت مالویہ کو کٹر سناتنیوں کی طرف سے چیلنج دیا گیا ہے۔ کہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ ماہ حال کو ایک کانفرنس راولپنڈی میں منعقد کی جا رہی ہے۔ جس میں مندر پرویش بل کے خلاف آواز اٹھائی جائے گی۔ آپ اچھوت ادھار کے مسئلہ پر ہمارے ساتھ مناظرہ کر لیں۔

ہاؤس آف کامنز میں ۱۷ اپریل کو ایک ممبر نے دریافت کیا۔ کہ جب گاندھی جی نے سول نافرمانی واپس لے لی ہے۔ تو کیا حکومت تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیگی۔ وزیر ہند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ صوبجاتی حکومتیں پہلے ہی ایسے قیدیوں کو رہا کر رہی ہیں۔ جن کی رہائی سے اس تحریک کو تقویت پہونچنے کا احتمال نہیں۔ اگر واقعی اس تحریک کا خاتمہ ہو جائے۔ تو رہائیاں زیادہ سرعت سے ہونگی۔ لیکن بغاوت کے سزا یافتہ لوگوں اور انقلاب پسندوں کی رہائی پر اس اعلان کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مسٹر چرچل نے ہاؤس آف کامنز میں ۱۷ اپریل کو تحریک پیش کی۔ کہ سر سیموئل ہور اور لارڈ ڈربی پارلیمنٹ کی قائم کردہ سیلیکٹ کمیٹی کے ممبر ہونے کے باوجود گواہوں پر اثر ڈال رہے ہیں۔ ان کے خلاف تحقیقاتی کمیٹی مقرر ہونی چاہیئے۔ چنانچہ یہ تحریک پاس ہو گئی۔

افغانستان سے آمدہ خبریں مظہر ہیں۔ کہ ہرات اور قندہار کے مابین ٹیلی فون کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے۔ نیز کابل اور مزار شریف کے درمیان ریلوے لائن بچھانے کا کام نہایت سرعت سے ہو رہا ہے۔

لنڈن سے ۱۶ اپریل کی خبر ہے۔ کہ وزیر مالیات دار العوام میں اس سال کا جو میزانیہ پیش کریں گے۔ اس میں ۱۹۳۱ء میں تنخواہوں میں جو تخفیف کی گئی تھی۔ اسے بحال کر دیں گے۔ میزانیہ پیش کرتے وقت آپ جو تقریر کریں گے۔ وہ براڈکاسٹ کی جائے گی۔

بھائی پرمانند کے مکان واقعہ دہلی میں ۱۷ اپریل کی اطلاع کے مطابق چوری ہو گئی۔ چور بھائی جی کے جیب سے چابیاں نکال کر ان کے اپنے بکس سے ریوالور، کارتوس، طلائی بٹن اور بٹوا لے کر رفوچکر ہو گیا۔

صوبہ سرحد کی پولیس کے شائع کردہ اعداد و شمار مظہر ہیں۔ کہ اس صوبہ میں مارچ ۱۹۳۳ء کے دوران میں ۹۴ قتل ہوئے۔ گذشتہ سال اس مہینہ میں ۸۴ ہوئے تھے۔

جاپان اور ہندوستان کے مابین جو معاہدہ ہوا تھا۔ دہلی سے ۱۷ اپریل کی اطلاع کے مطابق تفصیلات میں ایک اہم قانونی نکتہ پر روکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ وفد کے ممبر ۲۵ اپریل کو واپس جاپان جا رہے ہیں۔ لیکن ممکن ہے۔ اس روکاوٹ کو دور کرنے کے لئے انہیں پھر شملہ واپس آنا پڑے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے متعلق الہ آباد سے ۱۸ اپریل کی خبر مظہر ہے کہ آپ کو بنگال سے ڈیرہ دون لایا جا رہا ہے جہاں رہائی کے وقت تک رکھا جائیگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید جلد ہی آپ کو رہا کر دیا جائے۔

کھانڈ پر محصول لگانے کے بل کی تیسری خواندگی ۱۸ اپریل کو اسمبلی میں پاس ہو گئی۔ بعض ممبران نے حکومت سے اپیل کی۔ کہ وہ احتیاط کے ساتھ اس قانون کا استعمال کرے۔ تا اس صنعت کی ترقی میں روکاوٹ نہ ہو۔ سر جارج شوسٹر نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ عنقریب حکومت ایک شوگر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اس صنعت کی ترقی کے لئے کھولنے والی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ نے ایک گزٹ کے ذریعہ زمینداران کو آبیانہ میں ۱۷،۳۶ لاکھ روپیہ کی معافی دئے جانے کا اعلان کیا ہے۔ یہ رقم کل مالیہ کا ۵ر۹ فیصدی ہے۔

مہاراجہ دیواس کے متعلق دہلی سے ۱۸ اپریل کی خبر مظہر ہے۔ کہ حکومت نے آپ کو اپنی ریاست میں بعض شرائط کے ماتحت رہائش کی اجازت دیدی ہے۔ آپ کو ماہوار وظیفہ ملا کریگا۔ اور معاملات ریاست میں کسی قسم کی مداخلت کا حق نہ ہوگا۔

الہ آباد پولیس نے ۱۸ اپریل کو دارا گنج ریلوے سٹیشن پر ایک انقلاب پسند کو گرفتار کیا۔ جس کے قبضہ سے دو ملٹری ریوالور برآمد ہوئے۔ اس نے اپنا نام ضامن علی بتایا۔ لیکن تحقیقات پر معلوم ہوا کہ اس کا اصل نام نازیشور پرشاد ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۱۸ اپریل کو ایک ممبر نے ایک سوال کے جواب میں تسلیم کیا۔ کہ بے شک کلکتہ ہائی کورٹ سال میں آدھے عرصہ سے زیادہ بند رہتی ہے۔ لیکن یہ گورنمنٹ بنگال کا اندرونی معاملہ ہے۔ جس میں حکومت ہند مداخلت کرنا پسند نہیں کرتی۔

پیرس سے ۱۷ اپریل کا دفتر جنگ کا اعلان مظہر ہے۔ کہ جنگ عظیم میں مردوں کے مارے جانے کی وجہ سے چونکہ تعداد پیدائش میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس لئے فوج میں بھرتی کرنے کے لئے سپاہی نہیں ملتے۔ اور اسی وجہ سے ۲۵ سال سے کم عمر کے نوجوانوں کی بھرتی کرنیکی اجازت بھی دیدی گئی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی